مخدوم بہار

از

اعلیحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۸۶
۹۲

حجب العوار عن مخدوم بہار

۱۳۳۹ھ

تصنیف
اعلیٰحضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت
مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیض حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی
۵۲ ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹
فیکس: ۲۶۶۵۹۲۳۶ فون: ۲۶۳۳۲۱۵۶_۰۲۲

سلسلۂ اشاعت ۱۲۷ سن اشاعت ۱۴۱۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اللہ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلما

مسئلہ از دانا پور مرسلہ محمد حنیف خاں ۹ شعبان ۱۳۳۹ھ

بخدمت فیضدرجت جناب اعلیحضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی۔ گزارش یہ ہے کہ اسمعیل نے چمار کے لفظ سے مثال دی یہاں کے غیر مقلد کہتے ہیں کہ مخدوم صاحب نے بھنگی کے لفظ سے مثال دی ہے۔ اسکا کیا جواب ہے حضور کا کوئی رسالہ یا فتویٰ ہے اس بارے میں یا نہیں۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اولاً کوئی کتاب یا رسالہ کسی بزرگ کے نام منسوب ہونا اس سے ثبوت قطعی کو مستلزم نہیں۔ بہت رسالے خصوصاً حضرات اکابر چشت کے نام منسوب ہیں جسکا اصلاً ثبوت نہیں **ثانیاً** کسی کتاب کا ثابت ہونا اس کے ہر فقرے کا ثابت ہونا نہیں۔ بہت اکابر کی کتابوں میں الحاقات ہیں جن کا مفصل بیان کتاب الیواقیت والجواہر امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے۔ خصوصاً شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں تو الحاقات کی گنتی

نہیں کھلے ہوئے صریح کفر بھر دئے ہیں جس پر در مختار میں علامہ مفتی ابو السعود
سے نقل کیا تیقنا ان بعض الیھود افترنہا علی الشیخ قدس اللہ سرہٗ
ہم کو یقین ہے کہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ عبارتیں بعض یہودیوں نے گڑھ
دی ہیں حضرت مخدوم صاحب ہی کی کتاب عقائد ترجمہ عمدۃ الکلام میں ہے
قریش اعلیٰ جد مصطفےٰ بود واو دو پسر داشت یکے را نام ہاشم بود ودوم را
نام تیم پیغامبر از نسل ہاشم است و ابو بکر از نسل تیم است۔ کوئی جاہل سا
جاہل ایسی بات کہہ سکتا ہے۔ کہ ہاشم کے باپ کا نام قریش تھا اور ان کے
دو بیٹے تھے ایک ہاشم۔ دوسرا تیم۔ ہم ہرگز ایسی نسبت بھی مخدوم صاحب
کی طرف نہیں مان سکتے ضرور کسی جاہل کا الحاق ہے۔ نہ کہ معاذ اللہ توہین
شانِ رسالت۔ یہ وہابیہ ہی ہیں یہ کسی کا الحاق ہے۔ ثالثاً امام حجۃ الاسلام
غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔ لاتجوز نسبۃ مسلم
الی کبیرۃ من غیر تحقیق نعم تجوز ان یقال قتل ابن ملجم علیا وقتل
ابو لوءلوۃ عمر رضی اللہ تعالیٰ فان ذالک ثبت متواترا فلا یجوز ان
یرمی المسلم بفسق او کفر من غیر تحقیق یعنی کسی مسلمان کی طرف کسی کبیرہ
کی نسبت بلا تحقیق حرام ہے۔ ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم نے مولیٰ علی اور
ابو لولو نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو قتل کیا کہ یہ تواتر سے ثابت
ہے تو کسی مسلمان کی طرف بلا تحقیق کفر یا فسق کی نسبت اصلاً جائز نہیں اسکے

بعد وہ احادیث ذکر فرمائیں جن سے ثابت ہے کہ کسی کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ اگر وہ کافر نہ تھا۔ یوہیں فسق کی طرف نسبت کرنے والا فاسق ہو جاتا ہے۔ اگر وہ فاسق نہ تھا۔ کتاب کا چھپ جانا اسے متواتر نہیں کر دیتا کہ چھاپے کی اصل وہ نسخہ ہے جو کسی الماری میں ملا اس سے نقل کر کے کاپی ہوئی سیدھی صاف باتوں میں کسی کتاب سے کہ ظنی طور پر کسی بزرگ کی طرف منسوب ہو استناد اور بات ہے۔ اور ایسے امر میں جسے مسند کلمۂ کفر بنایا اور اس سے توہین رسالت کے جواز پر سند لانا ہے۔ اس پر اعتماد اور بات علماء کے نزدیک ادنیٰ درجہ ثبوت یہ تھا کہ ناقل کے لیے مصنف تک سند مسلسل متصل بذریعہ ثقات ہو خطیب بغدادی بطریق عبدالرحمن سلمی امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا اذا وجد احدکم کتابا فیہ علم لم یسمعہ عن عالم فلیدع باناء وماء فلینقعہ فیہ حتیٰ یختلط سوادہ فی بیاضہ جب تم میں کوئی ایک کتاب پائے جس میں علم کی بات ہے اور اسے کسی عالم سے نہ سنا تو برتن میں پانی منگا کر وہ کتاب اس میں ڈبو دے کہ سیاہی سپیدی سب ایک ہو جائے فتاویٰ حدیثیہ میں امام زین الدین عراقی سے ہے نقل الانسان مالیس بہ روایۃ غیر سائغ بالاجماع عند اھل الدرایۃ یعنی علماء کرام کا اجماع ہے کہ آدمی جس بات

کی سند متصل نہ رکھتا ہو اس کا نقل کرنا اسے حلال نہیں۔ ہاں اگر اس کے پاس نسخہ صحیحہ معتمدہ ہو کہ خود اس نے یا کسی ثقہ معتمد نے خود اصل نسخۂ مصنف سے مقابلہ کیا یا اس نسخۂ صحیحہ معتمدہ سے جس کا مقابلہ اصل نسخۂ مصنف ثقہ نے کیا وسائط زائد ہوں تو سب کا اسی طرح کے معتمدات ہونا معلوم ہو تو یہ بھی ایک طریقہ روایت ہے۔ اور ایسے نسخہ کی عبارت کو مصنف کا قول بتانا جائز فتاویٰ حدیثیہ میں ہے۔ فاما وجد فی نسخۃ من تصنیف فان وثق بصحۃ النسخۃ ثقۃ بان قابلھا المصنف او ثقۃ غیرہ بالاصل او بفرع مقابل بالاصل وھکذا جاز الجزم بنسبتھا الی صاحب ذالک وان لم یوثق لم یجزم۔ یعنی علماء نے فرمایا جو عبارت کسی تصنیف کے نسخہ میں ملے اگر صحت نسخہ پر اعتماد ہے یوں کہ اس نسخہ کو خود مصنف یا اور کسی ثقہ نے خاص اصل مصنف سے مقابلہ کیا ہے یا اس نسخہ سے جسے اصل پر مقابلہ کیا تھا۔ یوہیں اس ناقل تک جب تو یہ کہنا جائز ہے کہ مصنف نے فلاں کتاب میں یہ لکھا ورنہ جائز نہیں۔ مقدمہ امام ابوعمرو ابن الصلاح میں عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ انھوں نے اپنے صاحبزادے ہشام سے فرمایا۔ تم نے لکھ لیا۔ کہا ہاں۔ فرمایا مقابلہ کر لیا۔ کہا نا۔ فرمایا لم تکتب تم نے لکھا ہی نہیں۔ اسی میں امام شافعی و یحییٰ ابن ابی کثیر سے

ہے کہ دونوں صاحبوں نے فرمایا من کتب ولم یعارض کمن دخل الخلاء ولم یستنج جس نے لکھا اور مقابلہ نہ کیا وہ ایسا ہے کہ پاخانہ گیا اور استنجا نہ کیا۔ اسی میں ہے اذا اراد ان ینقل من کتاب منسوب الی مصنف فلا یقل قال فلان کذا الا اذا وثق بصحۃ النسخۃ بان قابلها هو او ثقۃ غیرہ باصول متعددۃ جب کسی کتاب سے کہ کسی مصنف کی طرف منسوب ہے کچھ نقل کرنا چاہے تو یوں نہ کہے کہ مصنف نے ایسا کہا جب تک کہ صحت نسخہ پر اعتماد نہ ہو یوں کہ اس نے خواہ اور ثقہ نے اسے متعدد صحیح نسخوں سے مقابلہ کیا ہو اسی میں ہے یطالع احدهم کتابا منسوبا الی مصنف معین وینقل منہ عنہ من غیر ان یثق بصحۃ النسخۃ قائلا قال فلان کذا وکذا والصواب ما قدمناہ اھ ولفظ الفتاوی الحدیثیۃ عنہ والصواب ان ذلک لا یجوز کسی مصنف کی طرف منسوب کتاب میں ایک عبارت دیکھ کر آدمی نقل کر دیتا ہے کہ مصنف نے ایسا کہا حالانکہ صحت نسخہ پر (بروجہ مذکور کہ اصل نسخہ مصنف سے بلا واسطہ یا بوساطت ثقات اس نے یا اور ثقہ نے مقابلہ کیا ہو) حاصل نہیں حق یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے امام نووی نے تقریب میں فرمایا فان قابلها باصل محقق معتمد اجزأہ اگر ایک اصل تحقیقی معتمد سے

اس نے مقابلہ کیا ہے تو یہ بھی کافی ہے. یعنی اصول معتمدہ متعدد سے مقابلہ زیادت احتیاط ہے ۔ یہ اتصال سند اصل وہ شے ہے جس پر اعتماد کر کے مصنف کی طرف نسبت جائز ہو سکے ۔ اور متاخرین نے کتاب کا علماء میں ایسا مشہور و متداول ہونا جس سے اطمینان کہ اس میں تغییر و تحریف نہ ہوئی ۔ اسے بھی مثل اتصال سند جانا اور وہ ایسا ہی ہے. **مقدمۂ امام ابو عمرو** نوع اول میں ہے. آل الامر ان الاعتماد علی ما نص علیہ فی تصانیفھم المعتمدۃ المشہورۃ التی یومن فیھا لشھرتھا من التغییر والتحریف یعنی آخر قرار داد اس پر ہوا کہ اعتماد اس پر ہے .. جو ایسی مشہور و معتمد کتابوں میں ہو جن کی شہرت کے سبب ان میں تغییر و تحریف سے امان ہو **فتح القدیر و بحر الرائق و نہر الفائق و منح الغفار** میں فرمایا علی ھذا لو وجد بعض نسخ النوادر فی زماننا لا یحل عزو ما فیھا الی محمد الی ابی یوسف لانھا لم تشتھر فی دیارنا ولم تتداول یعنی اگر کتب ستہ کے سوا اور کتب تلامذہ امام کے بعض نسخے پائیں تو حلال نہیں کہ ان کے اقوال کو امام محمد یا امام ابو یوسف کی طرف نسبت کریں کہ وہ کتابیں ہمارے دیار میں مشہور و متداول نہ ہوئیں. تداول کے یہ معنی کہ کتاب جب سے اب تک علماء کے درس و تدریس یا نقل و تمسک

یا ان کی مطمح نظر رہی ہو۔ جس سے روشن ہو کہ اس کے مقامات و مقالات علماء کے زیر نظر آچکے اور وہ بحالت موجودہ اسے مصنف کا کلام مانا کئے۔ زبان علماء میں صرف وجود کتاب کافی نہیں کہ وجود و تداول میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پُر ظاہر کہ یہاں دونوں باتیں مفقود و تداول درکنار کوئی سند متصل بھی نہیں۔ نہ کہ تواتر۔ جو ایسی نسبت کے لئے لازم ہے۔ رہا وجود نسخ۔ اتفاقاً متعدد بلکہ کثیر وافر قلمی نسخے موجود ہونا بھی ثبوت تواتر کو بس نہیں۔ جب تک ثابت نہ ہو کہ یہ سب نسخے جدا جدا اصل مصنف سے نقل کیے گئے یا ان نسخوں سے جو اصل سے نقل ہوئے۔ ورنہ ممکن کہ بعض نسخ محرفہ ان کی اصل ہوں ان میں الحاق ہوا اور یہ ان سے نقل در نقل ہو کر کثیر ہو گئے۔ جیسے آج کل کی محرف بائبل کے ہزار در ہزار نسخے فتوحات مکیہ کے تمام مصری نسخے نسخہ محرفہ سے منقول ہوئے اور اسی کی نقلیں مصر میں چھپیں اور اب وہ گھر گھر موجود ہیں۔ حالانکہ تواتر درکنار ایک سلسلہ صحیحہ آحاد سے بھی ثبوت نہیں و اللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔ علامہ شامی کا ظن پر اکتفا صاف باتوں کے لئے وجہ ہے مگر ایسے امور میں اس پر قناعت قطعاً حرام ہے۔ ورنہ معاذ اللہ اکابر ائمہ اعاظم علماء کی طرف نسبت کفر ماننی پڑے ہماری نظر میں ہیں وہ کلمات جو اکابر اولیاء سے گزر کر اکابر علماء معتمدین

مثل امام ابن حجر مکی و ملا علی قاری وغیرہما کی کتب مطبوعہ میں پائے جاتے ہیں۔ اور ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ الحاقی ہیں۔ ایک ہلکی نظیر علی قاری کی شرح فقہ اکبر ص۲۰۷ پر ہے۔ ما سمی به الرب لنفسه ویسمی به مخلوقاته مثل الحی والقیوم والعلیم والقدیر اس میں مخلوقات پر قیوم کے اطلاق کا جواز ہے۔ حالانکہ ائمہ فرماتے ہیں کہ غیر خدا کو قیوم کہنا کفر ہے مجمع الانہر میں ہے اذا اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصة بالخالق نحو القدوس والقیوم والرحمٰن وغیرها یکفر اسی طرح کتابوں میں ہے حتیٰ کہ خود اسی شرح فقہ اکبر ص۲۴۵ میں ہے من قال لمخلوق یا قدوس او القیوم او الرحمٰن کفر جو کسی مخلوق کو قدوس یا قیوم یا رحمٰن کہے کافر ہو جائے۔ پھر کیونکر مان سکتے ہیں کہ وہ ص۲۰۷ کی عبارت علی قاری کی ہے۔ ضرور الحاق ہے۔ اگرچہ کتاب اجمالاً مشہور و معروف ہے۔ بخلاف کلمات اسمٰعیل کہ موافق و مخالف کے نزدیک اس سے متواتر ہیں۔ مخالفین رد کرتے ہیں موافق تاویلیں کرتے ہیں۔ اب یہیں دیکھیے اس جہاد والے کلام پر سے دفع ایراد کو یہ عبارت پیش کی۔ خود اسمٰعیل کی زندگی میں اس پر مواخذہ ہوئے جامع مسجد دہلی میں شاہ عبد العزیز صاحب کے اعزہ و اخص تلامذہ مثل مفتی رشید الدین خاں صاحب و شاہ موسیٰ صاحب نے مناظرے کیے

الزام دئے۔ نہ اس نے کہا کہ یہ کلمات میرے نہیں۔ نہ اس کے ہواخواہوں نے۔ جب سے آج تک تو اس سے ثبوت یقینی ہے اور وہابیہ کی بحالت موجودہ اسے مثل قرآن وعین ایمان مان رہے ہیں ان پر روشن کو کسی ثبوت کی بھی حاجت نہیں۔ کما لا یخفی رابعًا ایسی جگہ خلق سے مراد وہ ہوتے ہیں جو عظمت دنیا سے اصلا حصہ نہیں رکھتے۔ شیخ سعدی قدس سرہ فرماتے ہیں ؎ تکبر اردآں شوخ در کیسہ در ۔ کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بر۔ ابلیس ہوگا وہ جو کہے کہ اس سے عام مراد ہے کہ انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو بھی معاذ اللہ گرہ کاٹ جانے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ مخلوقات دو قسم ہے۔ اوّل وہ کہ عظمت دینیہ رکھتے ہیں جن کے سردار سرور مطلق حضور پر نور سید المرسلین ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم پھر باقی حضرات انبیاء و ملائکہ و اولیاء و اہل بیت و صحابہ پھر دیگر علماء و صلحاء و اتقیاء پھر سلاطین اسلام پھر عام مومنین۔ نیز صحائف دینیہ مثل مصحف شریف و کتب فقہ و حدیث۔ صفات جمیلہ مثل ایمان وعلم۔ اعمال صالحہ مثل نماز و حج۔ اخلاق فاضلہ مثل زہد و تواضع۔ اماکن مقدسہ مثل کعبہ مکرمہ و مدینہ منورہ۔ غرض جملہ اشخاص و اشیاء جن کو مولیٰ عزوجل سے علاقہ خاص ہے اسی علاقہ کے سبب ان کی تعظیم اللہ عزوجل ہی کی تعظیم ہے اور ان کی عزت اسی کی عزت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ان من اجلال اللہ اکرام ذی الشیبۃ المسلم وحامل القرآن غیر الغالی فیہ والجافی عنہ واکرام ذی السلطان المقسط بیشک اللہ کی تعظیم سے ہے بوڑھے مسلمان کی عزت کرنی اور حافظ قرآن کی کہ نہ اس میں حد سے بڑھے نہ اس سے دوری کرے اور حاکم عادل کی۔ رواہ ابوداؤد بسند حسن عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولیٰ عزوجل فرماتا ہے فان العزۃ للہ جمیعا عزت ساری اللہ ہی کے لئے ہے اور خود ہی فرماتا ہے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنفقین لایعلمون عزت اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ رسول اور مسلمانوں کی عزت اگر عزت الٰہی سے جدا ہوتی تو عزت کے حصے ہو جاتے۔ ایک حصہ اللہ کیلئے ایک رسول کا۔ ایک مومنین کا۔ حالانکہ رب عزوجل فرماچکا کہ عزت ساری اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو قطعًا ان کی عزت اللہ ہی کی عزت سے ہے۔ اور انکی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم۔ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفرقہ کرنے والوں کو قرآن عظیم کافر فرماتا ہے۔ ایک قوم کا حال ارشاد فرمایا یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ۔ اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی چاہتے ہیں پھر فرمایا اولئک ھم الکفرون حقا۔ یہی پکے کافر ہیں۔ رسولوں کی عزت رسولوں کی عظمت اللہ عزوجل کی عزت و

عظمت سے جدا مانتی، اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالتی ہے ؎

خاصان خدا خدا نباشند ∴ لیکن زخدا جدا نباشند

ولہذا ان کی تعظیم مدار ایمان ہوئی۔ اور ان کی ادنیٰ توہین کفر۔ ارسال رسول کا ایک مقصد اعلیٰ تعظیم و توقیر رسول ہے۔ قال اللہ تعالیٰ انا ارسلنٰک شاھداً ومبشراً ونذیراً ہ لتومنوا باللہ ورسولہ و تعزروہ وتوقروہ۔ اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو تم اللہ و رسول پر ایمان لاؤ۔ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ دوم وہ کہ عظمت دینی سے اصلاً بہرہ نہیں رکھتے کہ اللہ عزوجل سے انھیں کوئی علاقۂ قرب نہیں ہے تو بعد ہی ہے ان کے بدتر و ذلیل تر کفار و مشرکین و مرتدین مثل وہابیہ دیوبندیہ و غیر مقلدین ہیں۔ پھر باقی ضالین، نیز صفات رذیلہ مثل کفر و ضلال اعمال خبیثہ مثل زنا و شرب خمر۔ اخلاق رذیلہ مثل تکبر و عجب۔ اماکن نجسہ مثل معابد کفار عرض دنیا و مافیہا جس جس کو اللہ عزوجل سے علاقہ قرب نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الدنیا ملعونۃ ملعون مافیھا الا ما کان منھا للہ عزوجل۔ دنیا ملعون ہے۔ اور دنیا میں جو کچھ ہے ملعون ہے۔ مگر وہ جو اس میں سے اللہ عزوجل کیلئے ہو رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ والضیا فی المختارۃ عن جابر بن عبداللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنھما بسند حسن اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیھا الا ذکر اللہ وما والاہ وعالما ومتعلما دنیا پر لعنت ہے اور جو دنیا میں جو کچھ ہے سب پر لعنت ہے مگر اللہ کا ذکر اور جسے اس سے علاقہ قرب ہے اور عالم یا طالب علم دین رواہ ابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ والطبرانی فی الاوسط عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنھما اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیھا الا ما ابتغی بہ وجہ اللہ تعالیٰ۔ دنیا لعنتیہ ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب لعین ہے مگر جس سے رضائے الٰہی مطلوب ہو رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ رب عزوجل فرماتا ہے۔ ان الذین یحادون اللہ و رسولہ اولئک فی الاذلین ۵ بیشک اللہ و رسول کے مخالف وہی سب ذلیلوں سے ذلیل تر وں میں ہیں اور فرماتا ہے تبارک و تعالیٰ ان الذین کفروا من اھل الکتب والمشرکین فی نار جھنم خلدین فیھا اولئک ھم شر البریۃ ۵ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ ۵ بیشک تمام کافر کتابی و مشرک جہنم کی آگ میں ہیں۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے وہ تمام مخلوق الٰہی سے بدتر ہیں (اونٹ کی مینگنی سے بدتر کتے، سور کی نجاست سے بدتر ہیں) بے شک جو ایمان

لائے اور اچھے کام کئے وہ تمام مخلوق الہٰی سے بہتر ہیں اگرچہ کعبہ و عرش سے بہتر ملائکہ سے بہتر۔ جب یہ دونوں قسمیں معلوم ہو گئیں۔ اور واضح ہوا کہ قسم اول تعظیم تعظیم الہٰی سے جدا نہیں بعینہ اسی کی تعظیم تو محل تحقیر میں غیر اللہ یا خلق سے یقیناً وہی مراد ہوتا ہے جسے مولیٰ عز و جل سے علاقہ قرب نہیں۔ علاقہ قرب والے تو جانب خالق میں ہیں نہ جانب غیر میں۔ دیکھو علماء فرماتے ہیں غیر خدا کیلئے تواضع حرام ہے ملتقط پھر در مختار میں قبیل فصل فی البیع نیز فتاوے عالمگیریہ۔ باب ۲۸ میں ہے لنتواضع لغیر اللہ حرام حالانکہ ماں باپ کیلئے تواضع کا قرآن عظیم میں حکم ہے واخفض لهما جناح الذل من الرحمة ماں باپ کیلئے نرم دلی سے ذلت کا بازو بچھا۔ اپنے استاذ بلکہ شاگردوں کے لئے بھی تواضع کا حدیث میں حکم ہے تواضعوا لمن تتعلمون منه و تواضعوا لمن تعلمونه ولا تكونوا جبابرة العلماء جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور جسے سکھاتے ہو اس کیلئے تواضع کرو اور گردن کش عالم نہ بنو۔ رواه الخطیب عن ابی هویرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب عز و جل نے صحابہ کی تواضع فرمانے کا حکم دیا۔ واخفض جناحك للمؤمنين مؤمنوں کیلئے اپنا پہلو جھکا ہے اور فرمایا واخفض جناحك لمن اتبعك من المؤمنين

لئے نیز ایمان والوں کے لئے اپنا بازو نرم فرمایئے بات وہی ہے کہ ایسی جگہ غیر اللہ سے وہی مراد جسے اللہ سے علاقہ نہ ہو ولہذا ردالمحتار میں اس عبارت ردمختار کی شرح کی ای اذلال النفس لنیل الدنیا یعنی تواضع لغیر اللہ کا یہ مطلب ہے کہ دنیا ملنے کیلئے اپنے آپ کو کسی کے سامنے ذلیل کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ۔ اللہ کی لعنت اس پر جو غیر خدا کیلئے ذبح کرے۔ رواہ احمد ومسلم والنسائی عن امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ حالانکہ خود حدیث کا ارشاد ہے من ذبح لضیفہ ذبیحۃ کانت فداۂ من النار جو اپنے مہمان کیلئے جانور ذبح کرے وہ دوزخ سے اس کا فدیہ ہو جائے رواہ الحاکم فی تاریخہ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وجہ وہی ہے کہ اکرام مہمان مکارم اخلاق سے تھا اور مکارم اخلاق سے رضائے الٰہی مطلوب مہمان کیلئے ذبح کرنا غیر اللہ کیلئے ذبح نہ ہوا بلکہ اللہ عزوجل ہی کیلئے۔ صوفی کہ غیر خدا کی تحقیر کرے اور اسے اونٹ کی مینگنی سے حقیر تر جانے قطعاً اسی کی تحقیر کرتا ہے جس کی تعظیم تعظیم الٰہی نہیں جسے مولیٰ عزوجل سے علاقہ نہیں ورنہ جانب خالق کی تحقیر کرے تو خود رب عزوجل کی تحقیر کرے گا۔ یہ صوفی کا کام ہوگا یا ابلیس لعین کا ملعون ملعون ہے وہ کہ اس سے یہ سمجھے کہ مصحف شریف وانبیاء کرام

کو بھنگی سے حقیر تر بتایا ہے۔ کیا ایسا بتانے والا قرآن عظیم کی تکذیب نہیں کرتا کیا خود اللہ عزوجل کو گالی نہیں دیتا کیا تمام دین وشریعت و اسلام کو پائمال نہیں کرتا۔ قرآن وحدیث وشریعت ودین واسلام ایمان جن کی تعظیم کے حکم سے مملو ہیں۔ جن کی ادنیٰ توہین کو کفر بتا رہے ہیں کیا اونکی ایسی تحقیر کرنے والا جہنم۔ اس مردود کو مسلمان جاننے والا مسلمان رہ سکتا ہے۔ کلا واللہ بل لعنھم اللہ بکفرھم فقلیلا ما یومنون۔ حضرت مخدوم صاحب تو معاذ اللہ اس معنی ملعون کے وہم سے بھی پاک ہیں۔ ہاں یہی کافر ملعون ومرتد وشیطان وابلیس ہیں جو ان کے کلام کو اگر ان کا کلام ہے ، ایسے گندے کفر پر ڈھالتے ہیں وماکفر سلیمٰن ولکن الشیطین کفروا سلیمٰن نے تو کفر نہ کیا ہاں یہ شیطان ہی کافر ہوئے قاتلھم اللہ انی یوفکون بخلاف ذلیل ضلیل دہلوی اسمٰعیل علیہ اللوم والتذلیل کہ اس نے چوڑھے چمار اور چمار سے بھی ذلیل اور ناکارے لوگ اور ذرہ ناچیز سے کمتر یہ ناپاک الفاظ صراحۃً تمام انبیائے کرام واولیائے عظام علیہم الصلاۃ والسلام کو کہے۔ اس نے شرک کی چار قسمیں گڑھیں اور ان میں صراحۃً انبیاء اولیاء بھوت پری سب کو یکساں رکھا۔ تقویت الایمان مطبع صدیقی دہلی ۱۲۷۰ھ مشکل کے وقت پکارنا شرک ہے اس

بات میں اولیاء انبیاء شیطان، بھوت میں کچھ فرق نہیں جس سے یہ
معاملہ کرے گا مشرک ہو جائیگا خواہ انبیاء اولیاء سے کرے خواہ بھوت سے صہ ۱۲
جو کوئی کسی پیر پیغمبر بھوت کو ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو یا دور سے قصد کر کے
جاوے یا وہاں روشنی کرے ان کی قبر پر شمیانہ کھڑا کرے وہاں کے گرد
وپیش کے جنگل کا ادب کرے اس پر شرک ثابت ہے صہ ۲۵ جو کوئی
کسی نبی ولی بھوت پری کو ایسا جانے وہ مشرک ہے صہ ۱۵ کسی مخلوق
کے نام کا کر دیجئے۔ ولی نبی بھوت پری کا سب حرام ہے اور ناپاک اور
کرنیوالے پر شرک ثابت وغیر ذالک مقامات تو اس کا کلام قطعاً ماسوی
اللہ کو عام اور خود حضرات انبیاء و اولیاء کے بالخصوص نام انھیں بیانات
صہ ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ کے ثبوت کو اس نے پانچ فصلیں باندھیں جن میں سے فصل اول
صہ ۲۲ میں کہا۔ ہمارا جب خالق اللہ ہے تو ہم کو بھی چاہیئے اپنے ہر کاموں
پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا
غلام ہو چکا وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے۔ دوسرے بادشاہ
سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوڑھے چمار کا کیا ذکر۔ صہ ۱۶ میں کہا جس نے
اللہ کا حق مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق ذلیل سے ذلیل کو
دیا۔ جیسے بادشاہ کا تاج چمار کے سر اور یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ
ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے

فصل سوم صفحہ ۳ پر کہا۔ ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے فصل پنجم پر کہا سب انبیار اولیار اس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے کمتر ہیں۔ ان صریح ملعون کلاموں کی سند میں وہ عبارت پیش کرنی کیسی شدید کھلی بے ایمانی ہے۔ مخدوم صاحب نے اگر کہا تو دنیا اور دنیا کی چیزوں کو کہا جن کو اللہ سے علاقہ نہیں بیشک وہ مینگنی سے حقیر تر ہیں اور اس گمراہ نے صاف صاف یہ چوہڑے چمار سے ذلیل ناکارے لوگ ذرۂ ناچیز سے کمتر حضرات انبیار علیہم الصلاۃ والثنار اور خود سید الانبیار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ہ خامسا وہابیہ ان میں سے کچھ نہیں مانتے خواہی نخواہی مدعی ہیں کہ حضرت مخدوم نے ایسا فرمایا اور یہ کہ تمام انبیار و اولیار حضور سید الانبیار علیہ وعلیہم الصلاۃ والثنا سب کو کہا والعیاذ باللہ تعالیٰ اب ان سے پوچھئے کہ یہ کہنا تمہارے نزدیک حق ہے یا باطل اگر باطل ہے تو باطل سے سند لانے والا مکار عیار اور اس سے توہین رسالت کا ملکاپن چاہنے والا کافر بے دین فی النار ہے یا نہیں اور اگر کہیں کہ ہاں حق ہے اور حضرات انبیار و سید الانبیار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم معاذ اللہ اس ناپاک مثال کے لائق ہیں۔

تو پردہ کھل گیا۔ ہر بچہ ہر بے علم ہر ناخواندہ بشرطیکہ مسلمان ہو اور
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت پر ایمان سے اس
کا دل کچھ بھی حصہ رکھتا ہو وہ تین باتوں پر فوراً یقین کرے گا (۱) یہ
جو انبیاء کرام و اولیاء عظام وخود حضور اقدس سید الانام علیہ وعلیہم الصلاۃ
والسلام کو اس ناپاک گندی مثال کے لائق بتا رہے قطعاً کافر ہیں۔
اور اللہ و رسول کے کھلے دشمن۔ کیا اسلام نے محمد رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی یہی عظمت سکھائی ہے الا لعنۃ اللہ علی الظلمین۔
(۲) اسے صاف روشن ہو جائے گا کہ ہرگز حضرت مخدوم صاحب نے
ایسی ملعون بات نہ فرمائی نہ وہ یا کوئی مسلمان ایسا کہہ سکتا ہے۔
جن کے غلامان غلام کے غلامان غلاموں کی عمر بھر کفش برداری سے
حضرت مخدوم صاحب حضرت مخدوم صاحب ہوئے اگر انھیں کو ایسا
بتاتے تو کہاں رہتے۔ اور اپنے آپ اس سے کتنے لاکھ درجے
بدتر گندی گھنونی ذلیل ناپاک مثال کے قابل ہونے نہ کہ سند
لانے کے لائق مگر حاشا اللہ بات وہی ہے کہ وما کفر سلیمٰن
ولکن الشیاطین کفروا۔ حضرت مخدوم صاحب نے تو کفر نہ کیا
یہ شیاطین ہی کفر کر رہے ہیں (۳) کھل جا اسمٰعیل دہلوی کے
نجس اقوال ایسے ہی خبیث و ناپاک ہیں کہ ان کے بنانے کے لئے

انبیاء و اولیاء و خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم وسلم کو ایسی گندی مثال ایسی سڑی دشنامیں دینے کی حاجت ہوتی ہے۔ پھر وہ گالیاں اللہ و رسول پر تو چسپاں ہو نہیں سکتیں وہ پاک و منزہ ہیں انھیں اسماعیل پرستوں کے کفر خبیث پر اور رسٹری ہوتی ہے کہ ان کے دل میں اتنی قدر ہے۔ اللہ واحد قہار کے حبیب اکرم و خلیفہ اعظم محمد رسول اللہ کی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اخذ اعدائہ باشد النقمہ آمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم واحکم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ النبی الامی

صلی اللہ علیہ وسلم
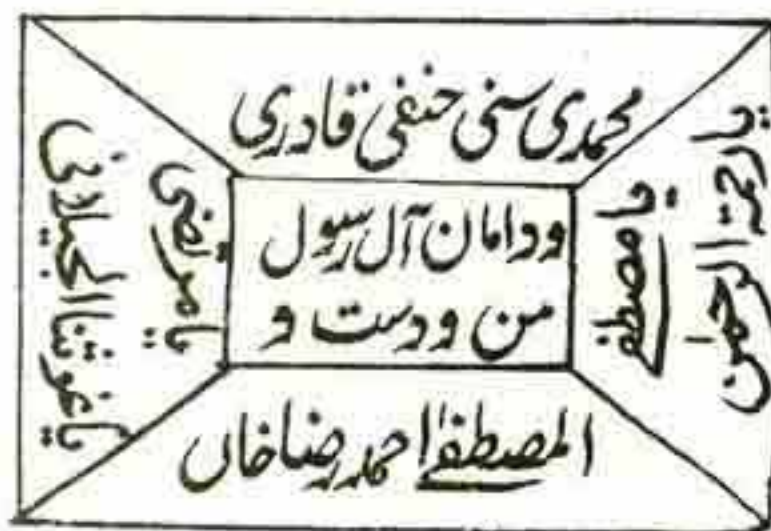
مسئلہ: از گڑھی اختیار خاں تحصیل خان پور ریاست بہاولپور
مرسلہ جناب مولوی محمد یار صاحب ۹ شعبان المعظم ۱۳۳۲ھ قبلہ معتقدین
دام ظلہم۔ از خاکسار محمد یار مشتاق دیدار بعد نیاز شب معراج آپ کا قصیدہ
معراجیہ پڑھا گیا۔ جس پر وہابیوں نے دولھا دلہن کے متعلق شور اٹھایا کہ
اللہ جل جلالہ و حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ان الفاظ کا استعمال
کرنا موجب کفر ہے۔ شب برات کو یہاں گڑھی اختیار خاں میں ان الفاظوں
کے متعلق وہابیوں کی طرف سے میرے ساتھ ایک طویل بحث ہونیوالی ہے

؎ اے مجدد ذمن بے سروساماں مدد دے ۔ قبلہ دیں مدد دے کعبۂ ایماں مدد دے

ضرور مہربانی فرما کر دلائل قاطع سے اس تشبیہ کا ثبوت مدلل کر کے اس
ہفتہ میں بھیجکر مسلمانان اہل سنت وجماعت کو عزت بخشنی حضور پر فرض
سمجھی جا رہی ہے یہ فی سبیل اللہ بصدقہ روضۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اس کام کو سب کاموں پر مقدم فرما کر وہ تحریر فرما دیں کہ موجب
اطمینان اہل اسلام ہو۔

الجواب

اللہ عزوجل نے وہابیہ کی قسمت میں کفر لکھا ہے انھیں ہر جگہ کفر
ہی کفر سوجھتا ہے۔ قصیدہ مذکورہ میں دو جگہ دلہن کا لفظ ہے اور چار
جگہ دولھا کا وہ اشعار یہ ہیں ؎

نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولھا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذات بحت سے تھے

دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکیں جو اڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لیکے قدسی جناں کا دولھا بنا رہے تھے

بچا جو تلووں کا انکے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنھوں نے دولھا کی پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے

جھلک سی اک قدسیوں پہ آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولھا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

ان میں کونسی جگہ اللہ عزوجل کو معاذ اللہ دلہن یا دولھا کہا گیا ہے ولکن الوہابیۃ قوم یفترون۔ وہابیہ کی بنائے مذہب کذب و افترا پر ہے۔ اور کیونکر نہ ہو کہ انکے پیشوا اسمٰعیل دہلوی نے اپنے معبود کیلئے جھوٹا ہونا روا رکھا ہے۔ ہاں مشیخت بنی رکھنے کیلئے جھوٹ سے بچتا ہے اب اگر یہ بھی جھوٹ سے بچیں تو عابد و معبود برابر نہ ہو جائیں اسلئے انکے

تریں میں نماز سے بھی بڑھکر فرض ہوا کہ جھوٹ بکا کریں کہ کسی طرح اپنے ساختہ معبود سے تو کم رہیں۔ ضعف الطالب والمطلوب لبئس المولی ولبئس العشیر۔ شعر اوّل میں تو دولہن کسی کو بھی نہ کہا اپنے معنی حقیقی پر ہے زینت کعبہ کو نئی دلہن کی آرائش سے تشبیہ دی ہے جسطرح ان حدیثوں میں جنّت کی جنبش سرور کو دلہن کی نازش سے۔

خطیب نے **تاریخ بغداد** میں عقبہ بن عامر جہنی اور طبرانی نے **معجم اوسط** میں عقبہ اور انس دونوں انزدی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنت کو دونوں شہزادوں امام حسن اور امام حسین علی جدہما الکریم علیہما الصلوٰۃ والتسلیم کا اس میں تشریف رکھنا معلوم ہوا ماست الجنۃ میسا کما تمیس العروس جنّت میں خوشی میں جھومنے لگی جیسے نئی دلہن فرحت سے جھومے۔ شعر سوم میں کعبہ معظمہ کو دلہن کہا اور مکان آراستہ کو دلہن کہنا محاورہ صحیحہ شائعہ ہے۔ امام احمد مسند میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں عسقلان احد ی العروسین یبعث منہا یوم القیمۃ سبعون الفا بغیر حساب علیہم عسقلان دو دلہنوں میں کی ایک ہے روز قیامت اس میں ستر ہزار ایسے اٹھیں گے جن پر حساب نہیں۔ مسند الفردوس میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں طوبیٰ لمن
اسکنت اللہ تعالیٰ احدی العروسین عسقلان او غزۃ۔ خدا تعالیٰ
سے ہے اسے جس کو اللہ تعالیٰ دو دلہنوں میں سے ایک میں بسائے عسقلان یا غزہ
باقی چار اشعار میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دولہا کہا ہے اور
وہ بیشک تمام سلطنت الٰہی کے دولہا ہیں۔ امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ
شریف میں نقل فرماتے ہیں۔ ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما رای صورۃ ذاتہ
المبارکۃ فی الملکوت فاذا ھو عروس المملکۃ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے شب معراج عالم ملکوت میں اپنی ذات مبارک کی تصویر ملاحظہ فرمائی تو
دیکھا کہ حضور تمام سلطنت الٰہی کے دولہا ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ دلائل الخیرات
شریف میں ہے۔ اللھم صل علی محمد بحر انوارک ومعدن اسرارک
ولسان حجتک وعروس مملکتک۔ الٰہی درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی
آل پر جو تیرے انوار کے دریا اور تیرے اسرار کے معدن اور تیری حجت کی
زبان اور تیری سلطنت کے دولہا ہیں۔ علامہ محمد فاسی اسکی شرح مطالع
المسرات میں فرماتے ہیں۔ مملکتک ھو موضع الملک شبہ بمجتمع العرس
ومافیہ من الاحتفال والتناھی فی الصنیع والتأنق فی محسناتہ
وترتیب امورہ وکونہ جدیدا طریفا واھلہ فی فرح وسرور ونعمۃ
وحبور فرحین بالعروس ھم راضین بہ محبین مکرمین لہ موقرین

لامرہ متنعمین بہ بانواع المشتہیات بدلیل اثبات اللازم الذی هوالعروس. والمعہود تشبیہ مجتمع العرس بالمملکۃ وعکس التشبیہ هنا لاقتضاء المقام ذلک لیفید ان سر المملکۃ ونکتتها ومعناها الذی لاجلہ کانت هو المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ کما ان سر مجتمع العرس ونکتتہ ومعناہ الذی لاجلہ کان هو العروس والمصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هو الانسان الکبیر الذی هو الخلیفۃ علی الاطلاق فی الملک والملکوت قد خلعت علیہ اسرار الاسماء والصفات ومکن من التصرف فی البسائط والمرکبات والعروس یحاکی لشانہ شان الملک السلطان فی نفوذ الامر وخدمۃ الجمیع لہ وتفرغهم لشانہ ووجدانہ ما یحب ویشتهی مع الراحۃ واصحابہ فی مؤنتہ وتحت الطعامہ فتم التشبیہ وتمکنت الاشعارۃ۔ اس عبارت سراپا بشارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہ الشریف نے اس درود مبارک میں سلطنت کو برات کے مجمع سے تشبیہ دی کہ اس میں کیسا اجتماع ہوتا ہے اور اس کی آرائشیں انتہا کو پہنچائی جاتی ہیں سب کام قرینے سے ہوتے ہیں ہر چیز نئی اور خوش آئند۔ لوگ دولہا پر شاداں وفرحاں اسے چاہنے والے اس کی تعظیم واطاعت میں مصروف اس کے ساتھ قسم قسم کی من مانتی نعمتیں پاتے ہوئے۔ اور عادت یوں ہے کہ برات کے مجمع کو سلطنت سے تشبیہ دیتے

ہیں یہاں اس کا عکس کیا۔ کہ سمجھا جائے کہ جس طرح برات کے مجمع کا مغز و سبب دولھا ہوتا ہے۔ یوہیں تمام سلطنت الہی کے وجود کا سبب اور اس کے اصل در از دو مغز و معنی صرف مصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں ع۔ دولھا کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے۔ اس لئے کہ حضور تمام ملک و ملکوت پر اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں جنکو رب عزوجل نے اپنے اسماء و صفات کے اسرار کا خلعت پہنایا اور ہر مفرد مرکب میں تصرف کا اختیار دیا۔ دولھا بادشاہ کی شان دکھاتا ہے اس کا حکم برات میں نافذ ہوتا ہے سب اس کی خدمت کرتے اور اپنے کام چھوڑ کر اس کے کام میں لگے ہوتے جس بات کو اس کا جی چاہے موجود کی جاتی ہے۔ چین میں ہوتا ہے اور سب براتی اسکی خدمت میں اور اس کے طفیل میں کھانا پاتے ہیں۔ یوہی مصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم میں بادشاہ حقیقی عزوجل کی شان دکھاتے ہیں۔ تمام جہاں میں انکا حکم نافذ ہے سب ان کے خدمتگار زیر فرمان ہیں۔ جو وہ چاہتے ہیں اللہ عزوجل موجود کر دیتا ہے کہ اری ربک یسارع فی ھواک صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے تمام جہاں حضور کے صدقہ میں حضور کا دیا کھاتا ہے کہ انما انا قاسم واللہ المعطی صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر نعمت کا

دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔ یوں تشبیہ کامل ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام سلطنت الٰہی کے دولھا ٹھہرے والحمد للہ رب العلمین ان تقریرات سے واضح ہوا کہ ان معانی پر دولہن دولھا زوج و زوجہ کی طرح ہم مفہوم متضائف نہیں۔ عسقلان وغزہ کو حدیث نے دلہنیں فرمایا دولھا کون ہے بیہقی شعب الایمان میں امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لکل شیئ عروس وعروس القران الرحمٰن ہر شے کی جنس میں ایک دلہن ہوتی ہے۔ اور قرآن عظیم میں سورۃ الرحمٰن دولہن ہے۔ یہاں کسے دولھا ٹھہرائے گا۔ تو قصیدہ سے وہ مہمل ملعون خیال پیدا کرنا کسی ایسے ہی کا کام ہوگا مگر حدیثیں تو اس سے بڑھکر اوہام باطلہ والوں پر قہر ڈھائیں گی۔ حاکم مستدرک امام الائمہ ابن خزیمہ اپنی صحیح اور بیہقی سنن میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ تعالیٰ یبعث الایام یوم القیامۃ علیٰ ھیاتھا ویبعث یوم الجمعۃ زھرا منیرۃ اھلھا یحفون بھا کالعروس تھدی الی کریمھا بیشک اللہ عزوجل قیامت کے دن سب دنوں کو ان کی شکل پر اٹھائیگا اور جمعہ کو چمکتا روشنی دیتا جمعہ پڑھنے والے اس کے گرد جھرمٹ کئے ہوئے جیسے نئی دلہن کو اس کے گرامی شوہر کے یہاں رخصت کرکے لے جاتے ہیں۔ امام اجل ابو طالب کی قوت

القلوب اور امام حجۃ الاسلام محمد غزالی احیا میں فرماتے ہیں قال صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ان الکعبۃ تحشر کالعروس المزفوفۃ وقال الشارح
تالی) وکل من حجہا یتعلق باستارھا یسعون حولہا حتی تدخل
الجنۃ فیدخلون معہا یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
بیشک کعبہ روز قیامت یوں اٹھایا جائیگا جیسے شب زفاف دلہن کو دولھا
کی طرف لے جاتے ہیں۔ تمام اہل سنت جنھوں نے حج مقبول کیا اس کے
پردوں سے لپٹے ہوئے اس کے گرد دوڑتے ہونگے یہاں تک کہ کعبہ
اور اس کے ساتھ یہ سب داخل ہونگے۔ نہایہ امام ابن الاثیر میں ہے
منہ الحدیث یزف علی بینی وبین ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام
الی الجنۃ ان کسرت الزائی فمعناہ لیسرع من زف فی مشیتہ
وازف اذا اسرع وان فتحت فھو من زففت العروس) ازفھا
اذا اھدیتھا الی زوجہا یعنی اسی باب سے ہے یہ حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مرتضیٰ میرے اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے بیچ میں جنت کی طرف خوش خوش تیز چلیں گے یا میرے اور ان کے بیچ
میں جنت کی طرف انھیں یوں لے جائیں گے جیسے نئی دلہن کو دولھا کے
یہاں لے جاتے ہیں۔ امام اجل ابن المبارک و ابن ابی الدنیا و ابوالشیخ
اور ابن النجار کتاب الدرۃ الثمینہ فی تاریخ المدینہ میں کعب احبار سے

راوی کہ انھوں نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیان کیا اور کتاب التذکرہ میں امام ابوعبداللہ محمد قرطبی کے لفظ یہ ہیں کہ روی ابن المبارک عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہا قالت ذکروا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکعب الاحبار حاضر فقال کعب الاحبار یعنی امام ابن المبارک نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک تھا اور اس وقت کعب احبار حاضر تھے تو کعب نے کہا ہر صبح ستر ہزار فرشتے اتر کر مزار اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طواف کرتے اور اس کے گرد حاضر رہ کر صلاۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ یوہیں ستر ہزار رات میں حاضر رہتے ہیں اور ستر ہزار دن میں حتیٰ اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفا من الملئکۃ یزفونہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزار مبارک سے روز قیامت اٹھیں گے ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے جو حضور کو بارگاہ عزت میں لے چلیں گے جیسے نئی دولہن کمال اعزاز و فرحت وسرور و راحت و آرام و تزک و احتشام کے ساتھ دولہا کی طرف لے جاتے ہیں۔ مجمع بحار الانوار میں بعلامت علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ

ومنہ۔ نہایہ مذکورہ عبارت مثل علی حدیث ذکر بعد سے
فی الوجہین فی سبعین الفا من الملئکۃ یزفونہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ شیخ محقق دہلوی قدس سرہ مدارج میں
اسی حدیث کے ترجمہ میں فرماتے ہیں چوں مبعوث می گرددازقبر شریف
بیروں می آید میان ایں فرشتگان زفاف می کنند اورا و زفاف در اصل
بمعنی بردن عروس بخانۂ زوج ومراد اینجا لازم معنی است کہ بردن محبوب
است پیش محب یعنی بردن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدرگاہ عزت
اب وہابیہ بولیں کس کس کو کافر کہیں گے مگر ان کی اس پر تنبیہ بیکار۔
ان کے اصل مذہب کی بنا ہی اس پر ہے کہ اللہ و رسول تک کو معاذ اللہ
مشرک بناتے ہیں۔ پھر اور کسی کی کیا گنتی ان کے امام نے تقویت الایمان
میں صاف لکھدیا کہ جو کہے اللہ و رسول نے دولت مند کر دیا وہ مشرک
ہے۔ حالانکہ بعینہ یہ کلمہ خود اللہ عزوجل و سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے قرآن عظیم و حدیث صحیح میں فرمایا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ
وما نقموا الا ان اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ اور انھیں کیا برا
لگا یہی نا کہ اللہ و رسول نے انھیں دولت مند کر دیا اپنے فضل سے صحیح بخاری
وصحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ وما ینقم ابن جمیل الا انہ کان فقیرا فاغناہ اللہ

ورسولہ۔ ابن جمیل کو کیا بُرا لگا آخر یہی کہ وہ محتاج تھا اللہ ورسول نے
اس کو دولت مند کر دیا۔ مسلمان دیکھیں کہ وہ بات جو اللہ عزوجل وعلا نے
فرمائی۔ اللہ کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی وہابیہ کا
امام نجدی کہہ رہا ہے کہ جو ایسا کہے مشرک ہے۔ پھر بھلا جس مذہب
میں اللہ ورسول تک معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اس سے مسلمانوں کو
کافر کہنے کی کیا شکایت۔ ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم